International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN- 2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

Current Court Ruling (LHC 8305) on Marriage During Iddah and Its Shariah Compliance: An Analytical Evaluation

دورانِ عدت نکاح پر حالیہ عدالتی فیصلہ (LHC 8305) کی شرعی حیثیت: ایک تنقیدی جائزہ

Muhammad Farooq Akram
Dr. Rab Nawaz
PhD Scholar, Department of Islamic Study, HITEC University Taxila, Pakistan
At-muftimuhammadfarooq786@gmail.com
Associate Professor, Department of Islamic Study, HITEC University Taxila, Pakistan
at-qarirabnawaz@gmail.com

Abstract

The recent judicial decision by Lahore High Court (LHC 8305) regarding the permissibility of Nikah during the Iddah period has sparked a significant debate among legal and religious circles. This research article provides a critical review of the court's decision in light of Islamic Shariah, exploring the implications and the Shariah's stance on the matter. The Iddah period, a waiting period prescribed for a Muslim woman after a divorce or the death of her husband, is a crucial aspect of Islamic marital jurisprudence, aimed at ensuring clarity regarding lineage and respect for the matrimonial bond. The court's decision is examined against the backdrop of classical Islamic jurisprudence, contemporary legal interpretations, and the socio-religious context that informs such rulings. This study employs a qualitative analysis, drawing upon primary Shariah sources, including the Quran and Hadith, as well as the opinions of classical and contemporary Islamic scholars. The article aims to dissect the legal reasoning behind the LHC's verdict, scrutinize its compliance or divergence from Islamic law, and assess its impact on Muslim society. Furthermore, it explores the balance between legal reform and adherence to Islamic principles, considering the dynamics of modern Muslim societies. Through this critical review, the paper contributes to the ongoing discourse on the harmonization of Islamic jurisprudence with contemporary legal challenges, offering insights into the complexities of interpreting and implementing Shariah in the 21st century.

Keywords: Nikah during Iddah Islamic Shariah, Lahore High Court Decision, Islamic Marital Jurisprudence, Legal and Religious Debate

تمہید

نکاح، اللہ تعالی کی طرف سے انسانیت کے لیے مقرر کردہ ایک فطری عمل ہے اور اس کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ اللہ نے مرد وزن کی فطرت میں از خود ایسے عوامل اور وجوہات رکھ دی ہیں جو انسانی نسل کی بقا اور دوام کو یقینی بناتے ہیں۔ ان عوامل کو مخصوص قوانین و ضوابط کے تابع بنایا گیا ہے تاکہ انسانی نسل کی توسیع محفوظ اور عزت دار طریقے سے ہو سکے۔ مرد وزن دونوں کو ایک دوسرے کی فطری ضرورت کے لیے پیش کیا گیا ہے جس نے ان کے مابین تعلق کو مزید مضبوط بنا دیا ہے۔ شریعتِ اسلامی نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ایک محکم نظام وضع کیا ہے، ایسے اصول مقرر کیے اور قدرت نے ایسے اسباب فراہم کیے ہیں کہ کسی بھی نئے پیش آنے والے مسئلہ کو شریعت کی گرفت سے باہر نہیں جانے دیا جا سکتا۔ جہاں زنا کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، وہیں نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے، اور شریعت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد نسل کی حفاظت ہے، جس کے لیے مکمل بندوبست اور نظام وضع کیا گیا ہے۔ یوں کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور پھر اسے اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز کیا، اور اس اشرف المخلوقات کو حیوانات سے ممتاز کیا۔ کہ حیوانات کی طرح انہیں شہوت تو دی گئی لیکن نکاح کے ذریعے اس کی تکمیل کے طریقے بھی فراہم کیے گئے اور ساتھ ہی نسل کی حفاظت کی بھاری ذمہ داری بھی ان پر عائد کی گئی۔ بلاشبہ یہ دونوں ہی پہلو انسان کو حیوانات سے ممتاز کرتے ہیں

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

اس نکاح کے نظام میں رشتہ تلاش کرنے سے لیکر نکاح کے انعقاد، نکاح کے بعد میاں بیوی کا ایک خاندان کے طور پر زندگی بسر کرنا، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا اور اگر شرعی حدود کے مطابق رشتہ ازدواج میں یکجہتی برقرار رکھنا ممکن نہ ہو تو پھر الگ ہونے کے لیے پورا نظام مہیا کیا گیا ہے۔ مرد کے پاس نکاح کی گرہ ہے اور زن کے پاس خلع کا اختیار۔ جہاں مرد اپنی ذاتی انا کی خاطر بغیر سوچے سمجھے طلاق کا حق استعمال کرلیتا ہے، وہیں معاشرے میں ایسی خواتین کی بھی کمی نہیں جو شوہر سے مناسب طریقے سے بات چیت کرنے کے بعد خلع حاصل کرنے کے لیے کوشش کیے بغیر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا کر خلع حاصل کرلیتی ہیں۔ ہم یہاں خلع کی شرعی حیثیت پر بحث کیے بغیر اس سے آگے عدت کے دوران نکاح پر بات کریں گے۔ جو خاتون عدت گزار رہی ہوتی ہے، وہ معتدہ کہلاتی ہے۔

تعارف

حالیہ دنوں میں، لاہور ہائی کورٹ نے عدت کے دوران ایک معتدہ کے نکاح کو صرف بے قاعدہ قرار دیتے ہوئے اس کی قانونیت کا ذکر کیا۔ یہ معاملہ اس وقت سامنے آیا جب ایک خاتون، جس نے حال ہی میں خلع حاصل کی تھی، نے عدت کے دوران دوسرے شخص، اسماعیل نامی، سے نکاح کرلیا۔ اس پر ان کے سابقہ شوہر، امیر بخش نے عدالت میں اپیل دائر کی، جس میں انہوں نے اس نکاح کو زنا قرار دینے کی کوشش کی، دلیل دیتے ہوئے کہ عدت کا دورانیہ شرعی طور پر ان کے حقوق کا حصہ ہے جس کی پابندی خاتون پر لازمی تھی۔

لاہور ہائی کورٹ ملتان بینچ کے جسٹس علی ضیاء باجوہ نے اپنے فیصلے میں اعلان کیا کہ یہ نکاح باطل نہیں بلکہ بے قاعدہ ہے، اور اس بنیاد پر امیر بخش کی اپیل کو خارج کردیا۔

اس فیصلے نے علماء اور دینی حلقوں میں کافی بحث و مباحثہ کو جنم دیا ہے۔ مفتی منیب الرحمن اور ڈاکٹر راغب نعیمی جیسی معروف شخصیات نے اس پر سخت ردِ عمل ظاہر کیا، اور ان کے بیانات نے میڈیا میں خاصی توجہ حاصل کی۔ یہ معاملہ صرف شرعی کتب سے ہی نہیں بلکہ فقہی نظائر، موجودہ قانون، اور عدالتی فیصلوں کی روشنی میں بھی جائزہ لینے کی متقاضی ہے۔ اس مضمون میں، ہم شرعی احکامات، فقہی نظائر، رائج قانون کی دفعات، اور عدالتی نظائر کے ساتھ ساتھ اس معاملے کی گہرائی میں جائیں گے تاکہ اس کی شرعی و قانونی حیثیت کو سمجھ سکیں۔ ہم مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیں گے، بشمول نکاح کی اقسام، شریعت و قانون میں ان کی تقسیم پر اتفاق، اور جسٹس صاحب کے ذریعہ بیان کردہ بے قاعدگی کی نوعیت۔ اس کے علاوہ، اس فیصلے کے میاں بیوی اور ان کی ممکنہ اولاد کے حقوق پر اثرات اور شریعت کے اہم مقصد، حفظِ نسل، پر اس کے امکانی اثرات کا بھی تجزیہ کیا جائے گا۔

لٹریچر ریویو

علامہ کاسانی نے اپنی کتاب بدائع الصنائع میں جواز نکاح کی نویں شرط کے طور پر اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ جس عورت سے نکاح کیا جارہا ہے وہ معتدہ نہ ہو اور پھر آگے اسی سے متعلق چند احکام کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد دوسری اہم کتاب فقہی آراء اور مسائل کے حوالے سے ایک مستند مجموعہ الفقہ الاسلامی وادلتہ کی نویں جلد کے آخر میں عدت کے مسائل اور بالخصوص معتدہ کی حدود و قیود کو بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد دورِ حاضر کا اہم ترین رائج قانون پر مشتمل مشہور ترین کتاب محمدن لاء میں نکاح کی اقسام کے تحت اس کو قانونی حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ اب ہم مذکورہ فیصلہ کا تجزیہ کے تحت فیصلہ میں موجود امور کی تفصیلات درج کرتے ہیں۔ اور ہر ایک میں شریعت کی جانب سے اس معاملہ میں احکام پر بھی غور کیا جائے گا۔

فیصلہ میں موجود نکات درجِ ذیل ہیں:

اس پورے عدالتی فیصلے کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں، پہلے حصہ کا تعلق نکاح کے فسخ یعنی بذریعہ عدالتی خلع سے ہے۔ اور دوسرے کا تعلق دورانِ عدت نکاح سے ہے۔ اور ہم دوسرے مسئلہ پر شریعت اور قانون کے مابین تقابل و تجزیہ پیش کریں گے۔ سب سے پہلے عدالتی فیصلہ کے نکات میں موجود تفصیل کو پیش کیا جائے گا چنانچہ ان کی کل تعداد 12 ہے۔ بالترتیب ملاحظہ ہوں۔

عدالتی فیصلہ کا پہلا نکتہ ابتدائی تعارف پر مبنی ہے اور اس کے بعد کے مزید تین نکات یعنی نمبر 2 سے نمبر 4 تک خلع اور اس کی تفصیلات پر مبنی ہیں۔ جس میں خلع، عدالتی خلع اور خلع عورت کا قانونی اور شرعی حق ہے کو ثابت کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کردیا کہ ہم نکاح کے فسخ یعنی خلع کی شرعی اور قانونی حیثیت نیز عدالتی خلع کے حوالے سے بحث کو چھوڑ کر اس اگلے معاملہ یعنی دورانِ عدت نکاح پر بحث کریں گے۔

نیز نمبر 5اور 6میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ درخواست گزار کا یہ دعوی کہ ان دونوں کا دورانِ عدت نکاح باطل ہے کہ جواب میں مختلف قانونی کتب سے نکاح کے تین اقسام ذکر کی گئی ہیں:

1. صحیح (Valid)
2. باطل (Void)
3. فاسد (Irregular)

اور پھر Valid اور Invalid کی مزید وضاحت کے Invalid کی دو قسموں کا ذکر ہے۔ جس میں Void اور Irregular شامل ہیں۔

نیز ساتویں میں درخواست گزار کا دعوی کہ "دورانِ عدت نکاح باطل ہے" کو ذکر کرنے کے بعد عدتِ طلاق و خلع کے متعلق بتایا گیا ہے۔ اور مزید اس بات کو بھی ذکر کیا گیا ہے کہ خلوتِ صحیحہ کے بغیر عدت لازم نہیں ہوتی چاہے طلاق کی صورت میں ہو یا خلع کی صورت میں۔

اور آٹھویں میں یہ کہا گیا ہے کہ Irregular Marriage کی پانچ قسمیں ہیں۔

1. گواہان کے بغیر
2. دورانِ عدت نکاح
3. دوسرے مذہب والی سے نکاح
4. دو بہنوں سے نکاح
5. چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں سے شادی

پھر اسی میں آگے محمد شیر والے مقدمہ کی ایک نظیر بطورِ دلیل ذکر کی گئی ہے کہ دورانِ عدت شادی ہو تو یہ نکاحِ فاسد Irregular شادی ہو گی نہ کہ باطل Void شادی۔ اور یہ حوالہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ملا کہ محمدن لاء میں یہ وضاحت موجود ہے کہ فاسد Irregular شادی کو باطل Void شادی کی طرح نہیں سمجھا جائے گا۔

نویں میں یہ پچھلے مسئلہ کی ہی وضاحت ہے کہ یہ دونوں کا نکاح باطل Void نہیں بلکہ فاسد Irregular شمار ہو گا۔ اور مزید کہا کہ اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ ان دونوں کی شادی فاسد Irregular تھی تو اب یہ دیکھنا رہ گیا کہ کیا ایسی شادی واقعی کوئی قابل سزا جرم ہے؟ جیسا کہ درخواست گزار نے ثابت کرنے کی اپنے دعوی میں کوشش کی ہے۔

3: اور دس نمبر میں یہ بتایا گیا ہے کہ درخواست گزار کی طرف سے حدود آرڈیننس اور اس سے متعلقہ کچھ نظائر پیش کی گئی تھیں جس میں اس فعل (معتدہ سے نکاح) کو زنا اور ایک قابل سزا جرم قرار دیا گیا تھا اور اس جرم کے ارتکاب پر قانون سے سزا کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ لیکن عدالتِ عالیہ کی طرف سے یہاں یہ واضح کیا گیا کہ یہ چیزیں جتنی بھی دعوی میں پیش کی گئی ہیں یہ 2006-12-1 والے تحفظِ نسواں ایکٹ والی قانونی تبدیلیوں سے پہلے کی ہیں اب اس نئی تبدیلی والے قانون کا اطلاق ہو چکا ہے اور اس کے بعد حدود آرڈیننس کو اسی ترمیم کے مطابق ہی دیکھا جاتا ہے۔ نیز زنا کی تعریف اور اسکی وضاحت نئے قانون کے مطابق بھی آخر میں قانونی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

گیارہویں میں پچھلے ہی کی مزید وضاحت کی گئی ہے کہ تحفظِ نسواں ایکٹ کے عملدر آمد کے بعد صورتِ حال یکسر تبدیل ہو گئی ہے کہ زنا بالرضا بھی جب قابل سزا جرم نہیں رہا تو یہ تو ایک بے قاعدہ شادی ہے اور قانوناً یہ اب زنا اور قابل سزا نہیں ہے۔ نیز مزید وضاحت کہ اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی بذاتِ خود حرام اور دوسری ہے کہ کسی بیرونی وجہ سے حرام۔ اور پھر ان کا حکم بیان کیا گیا ہے پہلی زنا ہے اور دوسری قسم میں زنا نہیں ہے۔

اس کے بعد بارہویں یعنی آخری میں پوری بحث کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان دونوں کے نکاح کو بطورِ باطل شمار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی حدود آرڈیننس 1979 کے تحت اب قابل سزا جرم قرار دیا جاسکتا ہے۔اور یہ نکاح کسی قسم کی Irregularity یا Illegality کا حامل نہیں ہے۔اور یہ سب کہہ کر پٹیشن کو خارج کر دیا گیا۔

نکاح کی اقسام:

نکاحِ صحیح:

وہ نکاح جو شرع کے عین مطابق ہو اور جملہ ارکان و شرائط کی پابندی کے ساتھ بلا کسی شرعی مانع کے منعقد ہوا ہو، نکاحِ صحیح کہلائے گا۔

نکاحِ فاسد:

نکاحِ فاسد وہ نکاح ہے کہ جس میں نکاحِ صحیح کی کوئی شرط مفقود ہو۔اس میں نتائج کے حوالے سے دو چیزیں قابل ذکر ہیں کہ

1. اگر دخول نہ ہوا ہو تو نکاحِ فاسد نکاحِ باطل شمار ہوگا۔اور نتیجتاً طرفین کو ایک دوسرے پر کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔
2. دخول کی صورت میں نکاحِ فاسد کے چند اثرات مہر، نسب، مصاہرت، نفقہ ءاولاد، وراثتِ اولاد، عدت بصورتِ وفات شوہر یا تفریق ومتارکہ وغیرہ کا ثبوت ہو جائے گا۔
3. نکاحِ فاسد میں فسادِ نکاح ظاہر ہو جانے کی صورت میں ان دونوں کے مابین تفریق واجب ہو جائے گی۔اور مرد تفریق نہ کرے تو عورت بھی کہہ سکتی ہے۔طلاق کی اس میں حاجت نہیں ہوتی۔اور اگر زوجین خود تفریق نہ کریں تو عدالت پر واجب ہے کہ ان کے درمیان تفریق کرائے گا اور ان کو سزا دینے کا بھی مجاز ہوگا۔

نکاحِ باطل:

نکاحِ باطل وہ نکاح ہے کہ جو فی نفسہ کالعدم ہو۔اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ بالکلیہ بے اثر ہوتا ہے۔اس سے مابین فریقین کوئی ازدواجی حق یا وجوب پیدا نہیں ہوتا۔

نکاحِ فاسد اور نکاحِ باطل میں فرق

قانون میں یہ موجود ہے[1] اور موجودہ فیصلہ کے پوائنٹ نمبر چھ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ نکاحِ فاسد وہ نکاح ہے جس میں نکاحِ صحیح کی شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو، جبکہ نکاحِ باطل وہ ہے جو فی نفسہ کالعدم ہو۔نیز اس کے اثرات کے متعلق لکھا گیا کہ نکاحِ باطل باعتبارِ نتیجہ بالکلیہ بے اثر ہوتا ہے۔اسی طرح ان میں سے ہر ایک کے احکام یعنی اثرات ونتائج میں بھی فرق ہے۔نکاحِ فاسد میں جب کہ ہم بستری ہو گئی ہو مرد کے ذمہ عورت کا مہر (مسمیٰ یا مہرِ مثل جو بھی کم ہو) واجب ہو جاتا ہے۔نیز طلاق یا وفات کی صورت میں عورت پر عدت واجب ہوتی ہے۔اور ان سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ثابت النسب اور جائز شمار ہوتی ہے۔اور نکاحِ باطل میں نہ مہر واجب ہوتا ہے نہ ہی عدت اور نہ ہی اولاد ثابت النسب اور جائز قرار پاتی ہے۔

نکاح فاسد اور نکاح باطل کی مذکورہ بالا تفصیل سے درجِ ذیل خلاصہ اخذ ہوتا ہے کہ جو نکاح نصوصِ قطعیہ صریحہ کے خلاف ہوں وہ باطل ہیں۔اور اس میں بھی بعض صورتیں وہ ہیں جو من وجہ باطل ہوتی ہیں لیکن جب ان دونوں کے درمیان صحبت ہو جائے تو اس وطی پر نکاح فاسد کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔کیونکہ یہ جماع صورتاً نکاح کے مشابہ ہونے کی وجہ سے زنا نہیں رہا اور شبہ فی المحل، شبہ فی الفعل یا شبہ فی العقد کی وجہ سے حدِ زنا ساقط ہو گئی۔اسی بناء پر فاسد نکاح میں مہر واجب ہو جاتا ہے۔نیز عدت بھی واجب ہوتی ہے اور نسب بھی ثابت شمار ہوتا ہے۔لیکن فساد کے ظاہر ہو جانے کی صورت میں وطی حرام اور ان دونوں کے درمیان متارکہ یعنی تفریق لازم ہو جاتی ہے۔اور عدالت پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ مرد وعورت کے درمیان تفریق کرائے۔اب اس صورت میں عورت کے ساتھ صحبت کرنا زنا ہے۔نیز آگے اس پر تجویز کے زمرے میں لکھا کہ جن صورتوں میں وطی حرام ہے ا

[1] D.F. Mulla's Principles of Muhammadan Law. Published by Al-Qanoon Publishers, at p-683.

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

ن میں فعل کے حرام ہونے کی بناء پر حکومت کو تعزیر دینے کا حق حاصل ہے۔جمہور فقہاء کے نزدیک فعلِ حرام کے ارتکاب پر تعزیر دینی چاہیے۔ضرورت ہے کہ ان افعال کو جن کا ذکر کیا گیا ہے حکومت قابل تعزیر قرار دے کر تعزیراتِ پاکستان میں شامل کرے۔

بیلی[2] اور امیر علی[3] کے خیال میں یوں ہے کہ اگر نکاح کے موانعِ شرعی یا اسبابِ تحریم (Causes Of Prohibition) عارضی نوعیت کے ہیں یعنی کسی بھی وقت دور ہو سکتے ہیں تو نکاحِ فاسد ہو گا اور اگر موانع شرعی دائمی نوعیت کے ہیں تو نکاح فی نفسہٖ باطل اور حرام ہے۔اور اسی بات کو موجودہ فیصلہ میں پوائنٹ نمبر چھ میں بیلی اور امیر علی کے ہی حوالے سے ہی نقل کیا گیا ہے لیکن اس پر ڈاکٹر تنزیل الرحمن[4] تبصرے میں لکھتے ہیں کہ اس قسم کی نکاح باطل اور فاسد کے حوالے سے تفریق قرآن مجید اور سنت میں موجود نہیں ہے ہاں اس سے مختلف موجود ہے چنانچہ اگر بوقتِ نکاح دونوں نکاح کرنے والوں یا کسی ایک کی ذات میں نکاح کے انعقاد کے سلسلے میں کسی بھی قسم کی ایسی وجہ جو مانع شرعی ہو چاہے وہ عارضی ہی کیوں نہ ہو موجود ہو تو اس عارضی ممتنع کے زوال کے فقط امکان سے اس نکاح کی حرمت کے شرعی اور قانونی اثر کو تبدیل نہیں کر سکتا۔اور رہا اس امتناع مستقل یا عارضی کی موجودگی میں نکاح تو یہ باطل ہی شمار ہو گا۔ہاں اگر مرد، عورت کے ساتھ لاعلمی میں مجامعت کر چکا تو یہ وطی بالشبہ ہونے کی بناء پر مرد پر مہر واجب مانا جائے گا اور ان کے درمیان تفریق اور متارکہ بہر صورت عمل میں لایا جائے گا۔اس صورت میں عورت پر حاملہ ہونے کے شک کی بناء پر عدت کا وجوب مانا جائے گا۔نیز ایسی صورت میں اولاد کا نسب درست قرار پائے گا۔(اور جب وہ عارضی ممتنع دور ہو جائے تو پھر ایسی صورت میں وہ شخص اب دیگر صحت کی شرائط پائے جانے پر اس عورت سے نکاح کا اہل ہو جائے گا)

نکاح کے لئے عورتوں کی حرمت:

نکاح کے لئے عورتوں کی حرمت شریعت کے ہاں دو طرح کی ہے ایک دائمی اور دوسری عارضی۔

پہلی قسم میں تین طرح کی محرمات شامل ہیں۔

1: قرابت کی وجہ سے 2: مصاہرت کی وجہ سے 3: رضاعت کی وجہ سے۔اور دوسری قسم میں 1: محارم کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا، 2: بیوی کا شوہر یا شوہر کا بیوی کا مالک ہو جانا، 3: شرک، 4: آزاد عورت کے زوجیت میں ہونے کے باوجود باندی سے نکاح، 5: شرعی تعداد اور 6: عورت کے ساتھ دوسرے کا حق متعلق ہونا وغیرہ شامل ہیں۔[1]

اور دوسری قسم میں سے چھٹی کا مطلب یہ ہے کہ جس عورت سے نکاح کر رہا ہے وہ کسی اور مرد کی عدت نہ گزار رہی ہو۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ"[2]

ترجمہ: اور تعلقِ نکاح کا ارادہ بھی مت کرو، یہاں تک کہ عدت مقررہ اپنے اختتام کو نہ پہنچ جائے۔

نیز اس لئے کہ حالتِ عدت میں بعض احکامِ نکاح قائم رہتے ہیں تو گویا ایک طرح سے نکاح ابھی باقی ہے۔اور حرمات کے باب میں قاعدہ یہ ہے کہ جزوی طور پر ثابت چیز کو کلی طور پر ثابت چیز کے ساتھ لاحق سمجھا جاتا ہے۔نیز اسی لئے ہی عدت کی حالت میں صراحتاً پیغام نکاح دینا جائز نہیں ہے اور یہ واضح ہے کہ پیغام نکاح، حقیقی نکاح سے کمتر ہے۔تو جب پیغامِ نکاح جائز نہیں تو نکاح تو بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہو گا۔خواہ یہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی، یا نکاحِ فاسد یا شبہء نکاح کی صورت میں دخول کی، بہر صورت حالتِ عدت میں نکاح جائز نہیں۔ہاں صاحبِ عدت کے لئے اپنی معتدہ سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ عدت کے سوا کوئی اور مانعِ نکاح نہ ہو کیونکہ عدت اس کا اپنا حق ہے اس بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ"[3]

ترجمہ: سو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت گزارنا ضروری نہیں ہے"۔

---

[2] ڈائجسٹ آف محمدن لاء، صفحہ 152۔
[3] محمدن لاء، جلد دوم پانچواں ایڈیشن، صفحہ 280۔
[4] مجموعہ قوانین اسلام، جلد اول، صفحہ 150۔

اس میں اللہ پاک نے عدت کی اضافت ازواج کی طرف فرمائی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ عدت خاوندوں کا حق ہے۔اور انسان کو اپنے حق میں تصرف کرنے سے نہیں روکا جاسکتا چنانچہ اس کا اثر صرف دوسرے کے حق میں ہی ظاہر ہوگا۔[4]

یہاں پر عدت کے ضروری احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔

عدت کی تعریف:

عدت ایک معلوم مدت تک اس انتظار کو کہتے ہیں جو عورت کو ایسے نکاحِ صحیح یا نکاح فاسد کے بعد لازم ہو جاتا ہے، جو قربت یا شوہر کی موت سے پختہ ہو چکا ہو[5] اگر آسان الفاظ میں اس تعریف کا خلاصہ کیا جائے تو یوں ہوگا کہ طلاق یا شوہر کی وفات کے بعد شریعت کی جانب سے مقرر کردہ ایک مخصوص مدت تک دوسرے نکاح سے رکے رہنے کا نام عدت ہے۔

عورت پر عدت شرعی طور پر کتاب اللہ ، اجماع اور سنت کی رو سے واجب ہے۔طلاق کی عدت کے سلسلہ میں قرآن مجید میں ہے : وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ[6]

ترجمہ: "طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں"۔

اور وفات کی عدت کے بارے میں فرمان باری تعالی ہے :

"وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا"

ترجمہ: "اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑیں وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک عدت میں رکھیں"۔

اور چھوٹی، آئسہ (یعنی جس کو حیض آنا بند ہو گیا ہو) اور حاملہ کی عدت کے سلسلے میں ارشاد باری تعالی ہے: "وَالّٰٓـئِیْ یَىٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ- وَّالّٰٓـئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ- وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ"[7]

ترجمہ: "تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع نہیں ہوا اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے"۔

یہ معقول وجہ اس بات کی ہے کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے، اسے تین دن سے زیادہ کی سوگ نہیں کرنے کی اجازت ہے، مگر اگر اس کا شوہر وفات پا جائے تو وہ چار ماہ اور دس دن تک سوگ منائے۔"

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو حکم دیا کہ وہ اپنے پہلے شوہر کے بیٹے کے ساتھ عدت گزارے۔اس پر فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اُن کے شوہر نے انھیں طلاق دے دی ہے، اس لئے اُنہوں نے اپنے شوہر کے گھر سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تاکہ اجازت طلب کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو اجازت دی کہ "اپنے چچازاد بھائی عمرو بن ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جاؤ اور وہاں عدت کے دن گزارو"۔

اس سن کر، ایک شخص نے ان کو چھڑانے کی کوشش کی اور کہا: "تمہارے لیے بہت بُرا فیصلہ ہے کہ ایسی حکمتِ عملی کی روشنی میں ایسے فیصلے کی تشویش ہو۔" عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اگر تم دو ایسے گواہوں کو پیش کر سکو جو اس بات کی گواہی دیں کہ جو تم کہہ رہے ہو وہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، تو ہم تمہارے فیصلے کو قبول کریں گے۔ "اور اگر تم دو گواہ نہیں پیش کر سکتے تو ہم کسی عورت کی بات کو قبول نہیں کریں گے۔

"لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ"[8]

ترجمہ: "نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں"۔ پر عمل کرنا ترک نہیں کر سکتے"۔[9]

نیز عدت کے وجوب پر پوری امت کا اجماع ہے البتہ اس کی انواع واقسام میں آراء مختلف ہیں۔[10]

اصطلاحی طور پر تو مرد پر عدت نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ تفریق کے بعد دوسری عورت سے نکاح کر لے جب تک کوئی مانعِ شرعی موجود نہ ہو جیسے نکاح کرنا ان سے جن کا جمع کرنا اس کے لئے اپنی پہلی بیوی اور اس کے محارم کے ساتھ جائز نہیں جیسے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ وغیرہ۔ بھائی کی بیٹی بہن کی بیٹی اگرچہ نکاح فاسد ہی ہو اور یا شبہ کا عقد ہی ہو اور چوتھی عورت کی عدت میں پانچویں سے نکاح کرنا اور تین طلاق والی عورت سے نکاح کرنا حلالہ سے پہلے۔ نیز نصوص کے مطالعہ کے بعد فقہاء نے عدت کی حکمتوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے

عدت کی حکمت:

یا تو یہ اس لئے لازم ہوتی ہے کہ اس سے رحم کا خالی ہونا معلوم ہو جائے جس کو استبراء رحم کہا جاتا ہے۔ یا تعبدی طور پر شوہر پر دکھی ہونے کے لئے ہے جسے سوگ کا نام دیا جاتا ہے۔ یا شوہر کو اتنی فرصت دینا ہے کہ وہ طلاق کے بعد اپنی مطلقہ بیوی کو واپس کرے اور طلاق بائن اور فسادِ نکاح کی وجہ سے تفریق میں عدت استبراء رحم سے ہوتی ہے تاکہ حمل کا علم ہو جائے اور نسب مختلط نہ ہو۔ اگر حمل موجود ہوا تو عدت وضع حمل کے ساتھ ختم ہو گی کیونکہ عدت سے جو ہدف مقصود تھا وہ پایا گیا اور اگر دخول کے بعد محل نہ ہو تو بھی عورت پر انتظار واجب ہے رحم کو صاف کرنے کے لئے حتیٰ کہ وفات کے بعد ہی اور اس کے مقاصد میں سے اظہارِ افسوس کرنا ازدواجی نعمت پر عورت کی شہرت اور بزرگی وغیرہ کو لوگوں کی بات چیت کا نشانہ بننے سے بچانا ہے کہ وہ صبح و شام گھر سے نہ نکلے صرف جدائی سے۔ اگرچہ پہلے ہی حیض سے رحم کا خالی ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔ طلاقِ رجعی میں عدت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ شوہر کو دوران عدت بیوی سے رجوع کا موقع حاصل ہو۔ پہلے جو بیوی پر غصہ ہے وہ ٹھنڈا پڑ جائے۔ اور یہ اسلام کی تحریض کی وجہ سے ہے کہ رابطہ ءزوجیت باقی رہے اور اس کی تعظیم باقی رہے۔ جیسے نکاح گواہوں کے بغیر نہیں ہو سکتا اسی طرح طویل عدت انتظار کے بغیر ختم بھی نہیں ہو سکتی۔ اور وفات کی جدائی میں عدت کا مقصد ازدواج کی نعمت کی یاد دہانی ہے۔ اور شوہر اور اس کے اقارب کے حق کی رعایت ہے اور اس کے کھو جانے کے غم کا اظہار ہے۔ اور عورت کی وفا پر دلیل ہے۔ اور اس کی شہرت اور بزرگی کی حفاظت ہے نہ کہ براءت کی معرفت، اسی وجہ سے وفات کی عدت مہینوں کے اعتبار سے ہے اور وہ عورت جس سے دخول نہیں ہوا اس پر بھی عدت لازم ہے تعبدی طور پر شوہر کے حق کی رعایت کے لئے اور عدت کے معانی عورت پر منطبق ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر وہ بڑی عمر کی ہو اور دوسرے شوہر کی امید نہ بھی ہو تب بھی عدت ہے۔ اور باحث کی رائے کے مطابق عدت کی وجوہات میں سب سے اقویٰ یہی ہے کہ عدت اللہ کا حکم ہے اور وہی اس کی حکمتوں سے آگاہ ہے۔ نیز شریعت میں عدت کے واجب ہونے کے اسباب بھی متعین کر دیئے گئے ہیں چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زوحیلی الفقہ الاسلامی وادلتہ میں اس کی تفصیل یوں ذکر کرتے ہیں کہ

عدت واجب ہونے کا سبب:

فقہاء فرماتے ہیں کہ دو وجھوں سے عدت واجب ہوتی ہے طلاق یا موت۔ اور فسخ یا خلع بھی طلاق ہی کی طرح ہے۔ اور یہ بالاتفاق دخول کے بعد ہے نکاح صحیح، فاسد یا شبہ وطی وغیرہ میں۔ ان وجوہات کی بناء پر وہ عورت استبراء رحم کی محتاج ہے۔ اور جمہور کے یہاں شوافع کو چھوڑ کر مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں زمانے بعد بھی عدت واجب ہے اس بناء پر درج ذیل اسباب میں سے کسی ایک سبب کی وجہ سے عدت واجب ہو گی۔

1: نکاح صحیح اور فاسد میں دخول کے بعد تفریق سے عدت واجب ہے، یا خلوت صحیحہ کے بعد جمہور کے ہاں چاہے تفریق زندگی میں ہوئی ہو طلاق یا فسخ کے ذریعے یا وفات کی وجہ سے۔ اگر نکاح فاسد ہو جیسے پانچواں نکاح کرنا یا معتدہ سے نکاح کرنا تو ان میں دخول حقیقی کے بغیر عدت واجب نہیں اور جمہور کے ہاں خلوت سے ان میں واجب نہیں اور مالکیہ کے ہاں نکاح فاسد میں بھی خلوت کے بعد عدت واجب ہے جیسے دخول حقیقی میں واجب ہے اس لئے کہ خلوت میں جماع کا گمان موجود ہے۔

2: بالاتفاق وطی شبہ کی صورت میں ہونے والی تفریق میں بھی عدت واجب ہے جیسے نکاح فاسد کی موطوءہ اس لئے کہ وطی شبہ سے ہوئی اور نکاح فاسد ہے جیسے نکاح صحیح میں وطی کے بارے میں رحم مشغول ہوتا ہے اور نسب وطی کرنے والے سے لاحق ہوتا ہے پس براءت حاصل ہونے کا یہ بھی مثل ہے۔ تاکہ نسب مختلط نہ ہوں۔ اور وطی کی مثال کہ عدت پہلی رات شوہر کے علاوہ کے پاس گزرے اور عورتیں شوہر سے کہیں کہ یہ تیری بیوی ہے وہ ان کی بات پر اس سے دخول کرے پھر ظاہر ہوا کہ یہ اس کی بیوی نہیں تھی سابقہ دو سببوں میں سے کسی ایک سبب کے پائے جانے پر بھی وجوبِ عدت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ چاہے تفریق طلاق کی وجہ سے ہو یا فسخ کی وجہ سے۔ ہر وہ تفریق جو زوجین میں ہو اس کی عدت طلاق والی عدت ہے، چاہے وہ تفریق خلع ہو یا لعان ہو یا عیب کی وجہ سے فسخ، تنگدستی ہو یا عتاق، اختلاف دارین ہو یا کچھ اور۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ حلال طریقے سے ہوتی ہے یا حرام سے۔ جیسے حائضہ سے وطی، حج و عمرہ کے احرام میں وطی۔ اور چاہے وطہ فرج میں ہو یا دبر میں۔ ان سب کا حکم اس معاملے میں برابر

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

ہے۔چاہے وطی کرنے والا عاقل ہو یا نہ ہو۔ مختار ہو یا نہ ہو۔اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر کرے یا بغیر لپیٹے۔ بالغ ہو یا نابالغ بچہ۔اور عدت دخول سے پہلے نہیں ہے۔اور اس کی وجہ نصِ قرآنی ہے۔

3:اور بالاتفاق شوہر کی وفات کے بعد بھی عدت واجب ہے جب کہ نکاح صحیح ہوا ہو اور اگرچہ وفات قبل الدخول ہی کیوں نہ ہوئی ہو۔اور چاہے بیوہ چھوٹی سی کیوں نہ ہو یا وہ بچے کی بیوی ہی کیوں نہ ہو اگرچہ بچہ دودھ پیتا ہو یا ممسوح کی بیوی ہو کیونکہ اگر آیات قرآنیہ مطلق ہیں مثلاً

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا[11] ۔

ترجمہ:اور تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑیں۔

4:مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں زانیہ عورت پر بھی عدت واجب ہے کیونکہ وطی بھی رحم کی مشغولیت کا تقاضا کرتی ہے لہٰذا اس کی وجہ سے بھی عدت واجب ہے جیسے شبہ کی وجہ سے وطی،ان کے علاوہ ائمہ واجب قرار نہیں دیتے۔کیونکہ عدت نسب کی حفاظت کے لئے ہے اور زانی سے نسب زنا کی وجہ سے ثابت اور ملحق نہیں ہوتا۔مزید فقہاء کے ہاں عدت کا بھی لازمی رکن قرار دیا گیا ہے جیسا کہ

عدت کا رکن:

حنفیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ عورت التزام کرے ان محرمات کا جو ثابت ہیں عدت کی وجہ سے کہ اس پر ان کی مخالفت حرام ہے۔جیسے دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کی حرمت،اور شوہر کے گھر سے نکلنے کی حرمت جس گھر میں طلاق ہوئی ہے۔اور عدت میں طلاق کا صحیح ہونا،مطلقہ بیوی کی بہن سے نکاح کی حرمت دوران عدت وغیرہ۔[12]عدت کی مختلف اقسام کے اعتبار سے اس کے شمار کی بھی مختلف صورتیں ہیں چنانچہ

عدت کی مدت کا شمار تین طرح ہوتا ہے:

1:وضعِ حمل 2:حیض سے 3:مہینوں سے

اس حوالے سے کتب فقہ میں مفصل احکام موجود ہیں ان کا خلاصہ اس طرح ہے کہ جس عورت کے لئے عدت کی مدت دریافت کرنی ہو سب سے پہلے دیکھیں کہ وہ مطلقہ ہے یا بیوہ۔اگر مطلقہ ہو تو پھر دیکھیں کہ مدخولہ ہے یا غیر مدخولہ۔اگر غیر مدخولہ ہے تو اس کی عدت نہیں ہوتی،اگر مدخولہ ہے تو پھر دیکھیں کہ حاملہ ہے یا غیر حاملہ۔اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے۔اگر غیر حاملہ ہے تو پھر دیکھیں کہ حائضہ ہے یا غیر حائضہ۔اگر حائضہ ہے تو اس کی مدتِ عدت،تین حیض ہے۔اگر غیر حائضہ ہے تو دیکھیں کہ صغیرہ و آئسہ ہے یا مراہقہ۔اگر صغیرہ و آئسہ ہیں تو عدت تین ماہ ہے۔اور اگر مراہقہ ہے تو اس کی عدت کا حال اس بات پر موقوف رہے گا کہ اسے حمل ٹھہرا ہے یا نہیں۔اس کا امتحان کرنے کے لیے اسے چار مہینے اور دس دن انتظار کروایا جائے گا۔اگر اس مدت میں حمل ظاہر ہو جائے تو عدت وہی وضعِ حمل ہو گی۔اور اگر کچھ ظاہر نہ ہو تو انہی چار ماہ دس دن کے پہلے تین ماہ کو عدت میں شمار کیا جائے گا،لہٰذا اب وہ عدت سے فارغ مانی جائے گی۔اس عدالتی فیصلے کا اہم ترین حصہ دورانِ عدت نکاح سے ہے چنانچہ دورانِ عدت نکاح کی شرعی تفصیل درج کی جاتی ہے چنانچہ

دورانِ عدت نکاح:

ہر حال میں مسئلہ یہ ہے کہ جس مرد نے کسی عورت سے عدت کے دوران نکاح کیا اور پھر اس سے جماع کر لیا تو اس کا نکاح فاسد ہے،کیونکہ عدت کے دوران نکاح کرنا جائز نہیں ہے،اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْھُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ[13]

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

یہ معقول وجہ ہے کہ تمہیں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیئے کہ تم (عدت گزارنے والی عورتوں کو) نکاح کی بات کرتے ہوئے اشارہ یا کنایہ کی صورت میں پیغام دو یا اپنے دلوں میں چھپاؤ۔ اللہ کو علم ہے کہ (عدت کے بعد) جلد ہی تم ان عورتوں کا ذکر کرلوگے، مگر تم (عدت کے دوران) ان سے خفیہ وعدہ نہ کرو۔ بلکہ شریعت کے مطابق ان کے ساتھ بات کرو، اور یقین رکھو کہ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے، سو اس سے ڈرتے رہو اور یقین کرو کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑی مہربانی والا ہے۔

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں یہ معاملہ بہتر سمجھا یا گیا ہے۔ کہ عدت گزارنے والی عورت کے لئے شرعی احکام یہ ہیں۔ مسلمان عورت جو عدت گزار رہی ہو یا وہ وفات کے بعد عدت گزار رہی ہو، اس وقت نکاح کے قطعی ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کرنے کے لئے زینت یا زیورات کو ترک کر دینا چاہیئے، نہ کہ زیورات پہننا، مثلاً معمولی دندان کی سفیدی کو بند کر دینا، بالوں کو سنوارنا، مہک اور تیل استعمال نہ کرنا، سرمہ یا مہندی نہ لگانا، زعفرانی، سرخ یا زرد رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہیں۔ بیشک عذر کی بنا پر ان میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ علامہ علاءالدین کاسانی حنفی میں بیان ہے کہ نکاح کا باطل ہونا اسی میں سے ہے جس پر اجماع ہے کیونکہ نکاح کا باطل ہونا عام قاعدہ ہے۔ ہر قسم کی عدت گزارنے والی عورت کو نکاح کی پیغام دینا حرام ہے چاہے وہ عدت کے دوران نکاح کر رہی ہو یا عدت کے بعد، البتہ اشارہ کنایہ کے ذریعے اپنا مدعا ظاہر کرنا جائز ہے، مثلاً کہنا: مجھے امید ہے کہ ہم ساتھ رہیں گے، یا آپ بہت خوبصورت ہیں یا نیک ہیں، شرط یہ ہے کہ وہ عورت عدتِ وفات گزار رہی ہو۔ اور عدتِ طلاق میں ایسا کہنا بالکل بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے اس کے شوہر کے ساتھ عداوت پیدا ہوگی۔

قرآن کی آیت میں طلاق یافتہ یا وفات گزرنے والی عورت سے شادی کا ارادہ کرنا منع ہے، اور عدت کے دوران اس کا عزم کرنا حرام ہے، یہ عمل بڑا گناہ ہے۔ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'جب دو مسلمان تلواروں سے لڑیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں'۔ میں نے پوچھا: 'یا رسول اللہ! قاتل تو سمجھتا ہوں، لیکن مقتول کے جہنم میں جانے کی کیا وجہ ہے؟' آپ نے فرمایا: 'کیونکہ اس کا دشمن قتل کرنے کا عزم رکھتا تھا'۔ یہ حدیث صاف طور پر ظاہر کرتی ہے کہ گناہ کرنے کی نیت بھی سزا کے لائق ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ حرام عمل کا عزم اور مضبوط ارادہ بھی حرام اور بڑا گناہ ہے۔ امام ابن قدامہ الحنبلی لکھتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان "علیحدگی کی ہر صورت، طلاق کی عدت کی طرح ہے۔

عدت کے دوران کئے ہوئے نکاح کے بارے میں فقہاء کی آراء

شیخ محمد بن صالح العثیمین الحنبلی المتوفی 1421ھ اس مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں: اس مسئلہ میں فقہاءِ تابعین اور ائمہء مجتہدین کے درمیان اختلاف ہے، پس اس عورت کے اوپر چھ حیض ہوں گے، تین حیض پہلی عدت کے ہوں گے اور تین حیض دوسری عدت کے۔ اور ابراہیم نخعی المتوفی 96ھ، اور محمد بن عبداللہ بن مسلم بن شہاب زہری متوفی 152ھ کی رائے یہ ہے کہ وہ تین حیض دونوں عدتوں کے لئے شمار کئے جائیں گے۔ اور ایک عدت دوسری عدت میں داخل ہو جائے گی، اور اس پر لازم ہے کہ وہ تین حیض عدت گزارے اور ان میں ہر ایک کے قول کی توجیہ ہے۔

رہے ابراہیم النخعی تو ان کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ یہ دونوں عدتیں دو شخصوں کی ہیں، ان میں سے ہر ایک کا حق ہے، اور ایک کا حق دوسرے کے حق میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر پہلا شخص یہ ارادہ کرے کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے تو اس کے لئے تیسرے حیض کی ابتداء میں رجوع کرنا جائز ہے اور اگر یہ عدت دوسرے کی ہوتی تو یہ رجوع نہ کر سکتا۔

اور رہے زہری تو ان کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ عدت سے مراد ہے کہ عورت کے رحم سے برے ہونے کا علم ہو جائے، اور یہ عدت کی سب سے بڑی وجہ ہے اور اس سے حقوق کی اور ازواج کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے تین حیض کی عدت کافی ہے۔ عام ازیں کہ یہ عدت ایک مرد کی ہو یا متعدد مردوں کی ہو۔ امام شافعی، امام احمد اور امام مالک کا مشہور مذہب پہلا ہے جیسا کہ ابراہیم نخعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ [14]

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

علامہ غلام رسول رضوی متوفی 1422ھ "طلاق یافتہ عورتیں تین حیض تک انتظار کریں" کے تحت لکھتے ہیں: ان مطلقات سے مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں حیض آتا ہو اور ان کے شوہروں نے ان سے جماع کیا ہو، ان کے شوہر اگر انہیں طلاق دیں تو تین حیض عدت پوری کرنے کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہیں، اس عموم سے منکوحہ لونڈی جسے طلاق دی جائے مستثنیٰ ہے، وہ دو حیض عدت پوری کرے گی۔ کیونکہ لونڈی منکوحہ کی عدت آزاد عورت کی عدت سے نصف ہے، اور تین حیض کا نصف ڈیڑھ حیض ہے، چونکہ حیض متجزی نہیں ہے، اس لئے دوسرا حیض بھی مکمل شمار ہوگا، اس میں چاروں اماموں کا اتفاق ہے اور یہ کہنا ضعیف ہے کہ اس میں آزاد اور لونڈی برابر ہیں۔ ابراہیم نخعی نے اس شخص کے بارے میں جو عدت میں نکاح کرے اور اس کے پاس عورت کو تین حیض آئیں، کہا کہ وہ پہلے حیض سے بائنہ ہو جائے گی اور اس حیض کے بعد والے شوہر کے لئے شمار نہ کرے گی۔ اس صورت میں دو عدتوں کا اجتماع ہے۔ علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ جس شخص نے عدت میں نکاح کر لیا اس کا نکاح فسخ کیا جائے گا اور ان کی تفریق کر دی جائے گی، پس اگر کسی نے عدت میں نکاح کیا اور اس کے پاس عورت کو تین حیض آئے تو وہ پہلے حیض سے بائن ہو جائے گی، کیونکہ اس شوہر سے اس عورت کی یہی عدت ہے اور یہ عورت پہلے شوہر کے بعد اس حیض کو شمار نہ کرے گی بلکہ دوسرے شوہر کے لئے دوسری عدت پوری کرے گی۔ مدینہ منورہ والے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر اسے پہلے شوہر کے پاس ایک یا دو حیض آئے تو اس کی وہ باقی عدت بھی پوری کرے، پھر دوسرے شوہر کے لئے مستقل عدت پوری کرے، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالک سے ابن قاسم کی روایت کے مطابق ایک عدت دونوں کے لئے شمار ہو گی، اوزاعی، سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کا یہی مذہب ہے جیسا کہ صاحبِ ہدایہ نے ذکر کیا ہے۔ زہری نے کہا ہے: یہ عورت اس حیض کو پہلے شوہر کے بعد شمار کرے گی، زہری کا قول سفیان ثوری کو بہت پسند ہے۔ یعنی پہلا حیض دونوں عدتوں میں شمار ہو گا۔ اور وہ اس میں متداخل ہوں گے۔ اور دوسرے دو حیض دوسرے کے لئے ہوں گے، لہٰذا متداخل سمیت اور دو حیض پورے کر کے شوہر ثانی سے نکاح کر سکتی ہے۔[15]

علامہ زین الدین ابن نجیم کی موت سال ۹۷۰ھ میں ہوئی، ان کا کہنا تھا کہ دوسرے کی منکوحہ ہونے والی عورت اور جو عدت کے دوران میں ہو، اس سے نکاح کا معاملہ یہ ہے کہ اگر اس سے مباشرت بھی کر لی جائے تو یہ مباشرت عدت کو لازم نہیں بناتی، اگر اسے معلوم ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے، کیونکہ کسی فقیہ و مجتہد نے اس کا جواز نہیں دیا، لہذا یہ نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوا۔

مفتی منیب الرحمان کا کہنا ہے کہ کسی کی منکوحہ یا معتدہ سے نکاح کی دو صورتیں ہیں، پہلی یہ کہ جان بوجھ کر اور حرمت کا علم ہونے کی صورت میں اس عورت سے نکاح کیا جائے تو یہ نکاح سرے سے باطل ہوگا، نیز بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ اس شخص پر حد زنا لاگو کی جائے گی۔ اور دوسری صورت یہ کہ اس نکاح کرنے والے شخص کو نکاح کا علم نہ ہو، تو اس نکاح کا انعقاد بطورِ فاسد نکاح ہوگا، اور ان کے درمیان متارکہ یعنی جدائی لازم ہو گی۔ "مرد کہے: میں نے اس نکاح کو ترک کیا"، وغیرہ اور اگر مرد نہ کہے تو عورت کہہ دے۔ اور حاکم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ان کے جدا نہ ہونے پر ان کے درمیان جبری طور پر تفریق کرا دے۔ اس معاملہ میں متارکہ یا تفریق ہی کافی ہوتی ہے اس میں طلاق کی حاجت نہیں۔

عدت گزارنے والی عورت اور جو عورت کسی اور سے وطی بالشبہ کے نتیجے میں عدت استبراء رحم کے لئے گزار رہی ہو، پس اگر کوئی اس سے صحبت کرے گا تو ایسے شخص پر زنا کی حد جاری کی جائے گی، الا یہ کہ وہ شخص یہ دعویٰ کرے کہ اسے عدت کے اندر یا غیر سے استبراء رحم کے دوران نکاح کی حرمت کا علم نہیں تھا، تو اس پر زنا کی حد نافذ نہیں ہو گی اور ایسا شخص جو ابھی نیا نیا اسلام میں داخل ہوا ہے اور اس بارے میں دینی احکام سے ناواقف ہے تو ایسے شخص کو اس سلسلہ میں معذور خیال کیا جائے گا۔ اور اس پر حدِ زنا نافذ نہیں کی جائے گی۔[16] اسی طرح کے احکام کو دیگر کئی کتبِ فقہ و تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے احکام ملاحظہ ہوں۔

خواتین کو دورانِ عدت گھر سے نہ نکالنے کا حکم:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا"[17]

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے، تم ان کو (دورانِ عدت) ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، سوا اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کریں اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا، تم کو معلوم نہیں شاید اس کے بعد اللہ کوئی نئی صورت پیدا کر دے۔

ان طلاق یافتہ خواتین کو اپنی موقع کی حد میں رہنے دو، جہاں تم خود بسر کرتے ہو، اور ان کی زندگی کو مشکل مت بناؤ، اگر وہ حاملہ ہوں تو حمل کی حالت تک ان کا خرچ اٹھاؤ، اور اگر وہ تمہارے بچے کو دودھ پلاتی ہوں تو ان کو ان کی اجرت دو، اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ آپس میں مشورہ کر لیا کرو، اور اگر تم دونوں کو کوئی دشواری محسوس ہو تو کوئی دوسری خواتین بچے کو دودھ پلائے گی۔ حکمرانوں کو چاہئے کہ اپنی اطلاقات کے مطابق خرچ کریں اور جو مال اللہ نے دیا ہے اس میں سے صحیح طریقہ سے خرچ کریں۔ اللہ کسی کو اتنا ہی مسئول بناتا ہے جتنا وہ اس کو دیتا ہے، اور عنقریب اللہ مشکل کے بعد آسانی دلاتا ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری المتوفی 1998ھ، مذکورہ آیات کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

عدت کے ساتھ بہت سے فقہی مسائل وابستہ ہیں، ایام عدت میں عورت کا نفقہ اور سکنیٰ مرد کے ذمہ ہے، ایام عدت میں اگر زوجین میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو دوسرا متوفی کا وارث ہوتا ہے، عدت گزارنے سے پہلے عورت کسی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ کئی دیگر مسائل کا عدت سے گہرا تعلق ہے۔ اگر اس کو معمولی سی بات سمجھ لیا گیا، اس کی ابتداء اور انتہاء کا پوری طرح خیال نہ کیا گیا تو طرح طرح کی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی، عدالت بھی اس وقت تک کوئی فیصلہ صادر نہ کر سکے گی، جب تک عدت کی ابتداء اور انتہاء کا صحیح طریقہ نہ ہو جائے۔ اس لئے حکم دیا کہ عدت کو پوری احتیاط کے ساتھ شمار کرو، یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہی نہیں، عورتیں بھی اس میں داخل ہیں کیونکہ دونوں کے متنوع قسم کے مفادات کا اس پر دارومدار ہے، کیونکہ ان مسائل کا تعلق مرد اور عورت کی نجی زندگی سے ہے، ان کا صحیح علم انہی کو حاصل ہے، دوسرے لوگ ان حالات پر آگاہ نہیں ہو سکتے، اس لئے یہاں خاص طور پر فریقین کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

مردوں کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ جب وہ طلاق دیتے ہیں، تو ان کو فوراً اپنی بیوی کو ان کی رہائش گاہ سے نہ نکالنے کا حکم ہے، اس طرح اُسے بے سہارا اور بے آسرا کر کے گھر سے نکالنا ایک بڑی سنگینی ہے۔ جب تک کہ عورت عدت گزار رہی ہو، اس کا نفقہ اور اس کی رہائش کا انتظام مرد کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح، عورت کو بھی یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ طلاق مل جانے کے بعد اُس کے پہلے گھر سے فوراً نہ نکلیں، بلکہ اپنی ادائیگیوں کو وہاں ہی مکمل کریں۔ اُس کا نان نفقہ کا ذمہ دار مرد پر ہوگیا اور اُس کی رہائش کا بھی انتظام مرد کی ذمہ داری ہے۔ یہ آیت میں آخری جملہ "لاتدری لعل اللہ الآیہ" میں بیان کیا گیا ہے کہ طلاقِ رجعی کی صورت میں اگر عورت ایک جگہ رہے، تو یہ ممکن ہے کہ اس کے خاوند کا دل بدل جائے اور وہ محبت سے بدل جائے، اور اگر وہ جوش و خروش میں ہو، تو اُس نے جو قدم اُٹھایا ہے اس پر وہ نظرِ ثانی کرے یا عورت اپنی غلطیوں پر نادم ہو کر اپنے خاوند کو راضی کر لے، اور اس طرح ایک گھر کو دوبارہ آباد کر دیں۔

یقیناً اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام حالات کو بہتر بنانے کیلئے کوشش کرتا ہے، اور آخری موقع کو برابر کرنے کیلئے محنت کرتا ہے۔ لیکن اگر عورت حرام کاموں میں ملوث ہو یا ان کا بے اصلاح عمل نہ بدلے، جیسے کہ چوری چکاری یا بدزبانی، یا اگر وہ خاوند کے خاندان کی توہین کرے یا ان کے سامنے سرکشی اور نافرمانی کرے، تو ایسی صورتحال میں خاوند کے پاس اختیار ہے کہ وہ اُسے گھر سے نکال دے. مختلف اقوال کے بعد، علامہ جصاص یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن کے الفاظ تمام ممکنہ معانی کو شامل کرتے ہیں، اور ممکن ہے کہ

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

آیت سے یہ سب معانی مراد ہوں۔اس کے علاوہ، وہ یہ بھی تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ معاملات آپ کی مرضی پر منحصر نہیں ہیں، بلکہ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں جو حکمت پر مبنی ہیں اور آپ کی امن وسکون کی ضمانت دیتے ہیں۔ جو شخص ان کی پابندی سے انحراف کرے گا، اس نے خود کو نقصان پہنچایا ہے، اور اپنی زندگی اور اطمینان سے محروم ہو جائے گا۔

علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی 370ھ لکھتے ہیں: اس آیت میں شوہروں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ دورانِ عدت اپنی بیویوں کو گھروں سے نہ نکالیں اور عورتوں کو بھی از خود نکلنے سے منع فرمایا ہے اور اس آیت میں دلیل ہے کہ دورانِ عدت عورتوں کو رہائش فراہم کرنا واجب ہے، کیونکہ جن گھروں سے عورتوں کے نکالنے کو منع فرمایا ہے، یہ وہ گھر ہے جن عورتیں طلاق سے پہلے رہتی تھیں، اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کو انہی گھروں میں رکھا جائے، ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ شوہر کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مطلقہ عورت کو اپنے ساتھ لے کر سفر پر جائے حتیٰ کہ وہ اس سے رجوع کرے اور رجوع پر گواہ قائم کرے، اور انہوں نے مطلقہ عورت کو دورانِ عدت سفر کرنے سے منع کیا ہے۔ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ شوہر پر واجب ہے کہ طلاقِ رجعی میں بیوی کے کھانے پینے کا خرچ اور رہائش مہیا کرے اور اس کو اپنے گھر سے نہ نکالے۔[18]

کھلی بے حیائی کی کچھ تفسیریں ذکر کی جاتی ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عدت پوری ہونے سے پہلے عورت کا گھر سے نکلنا کھلی بے حیائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب عورت دورانِ عدت اپنے خاوند سے بدزبانی اور بدکلامی کرے تو خاوند کا اس کو گھر سے نکالنا جائز ہے۔ ضحاک نے کہا: اس آیت میں کھلی بے حیائی سے مراد یہ ہے کہ عورت خاوند کی نافرمانی کرے۔ حسن بصری اور زید بن اسلم نے کہا: کھلی بے حیائی سے مراد ہے کہ وہ زنا کرے، پھر اس کو اجرائے حد کے لئے گھر سے باہر جانا پڑے گا۔ علامہ ابو بکر رازی کہا: کھلی بے حیائی کی تفسیر میں یہ تمام معانی درست ہیں۔ پھر فرمایا: اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کی اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔[19]

اور احکام شرع کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد رائے اس بارے میں یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے جس انتظار کو عدت کی صورت میں عورت پر لازم کیا ہے اگر وہ اس کا پاس نہیں کرتی تو یہ کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب ہے جیسا کہ عدت میں نکاح یا معاشقہ وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب

نتائج

تحفظِ نسواں ایکٹ کے سیکشن نمبر 11 اور 13 میں Validly لفظ کے حذف پر قانون بنایا گیا ہے۔ اس کی وضاحت کچھ یوں ہے کہ عدالتی فیصلہ میں اس بیان کردہ ایکٹ یعنی جس کی طرف عدالتِ عالیہ کے فیصلہ میں اشارہ کیا گیا ہے اسکے سیکشن نمبر 11 اور 13 میں بتدریج یہ قرار دیا گیا ہے کہ زنا کے جرم سے متعلق حدود آرڈیننس 1979 کی دفعہ 2 اور 4 میں سے Validly Married کے الفاظ میں سے صرف Married کو برقرار اور باقی رکھا جائے گا اور اس میں سے Validly یعنی جائز طور پر والا لفظ ختم کر دیا جائے گا۔ اور یقیناً یہ لفظ حذف کر ناشرعی طور پر بیان کردہ قانونِ نکاح کے منافی ہے۔ اور زنا کے راستے کھولنے اور زنا کو آسان بنانے کے مترادف ہے۔ اور یقیناً اس لفظ کو ختم کرنے کے لئے وضاحت میں جو استدلال کے لئے وجہ اور علت کا سہارا لیا گیا ہے وہ یہ کہ "ہمارے دیہاتوں میں اکثر و بیشتر نکاح کی رجسٹریشن اور اندراج کا رواج نہیں ہوتا جس کی بنیاد پر عام افراد پر زنا کا الزام لگ جانے کی صورت میں وہ فرد اپنی حفاظت اور تحفظ کی سہولت کی عدمِ دستیابی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ عام آدمی کی عزت کی حفاظت اور اسے الزامِ زنا سے بچانے کے لئے لفظ جائز Validly کو حذف کرنے کے لئے یہ دلیل پیش کی گئی ہے۔ حالانکہ اس عمل میں کمزور کی بجائے طاقتور افراد کو تحفظ دینے کے امکانات زیادہ اور قوی تر موجود ہیں۔ کیونکہ ایسے علاقے جہاں پر بااثر اور طاقتور افراد اپنی قوت اور اثر و رسوخ کے بل بوتے پر غریبوں کی عزت سے کھلواڑ کرتے ہیں ان کے لئے تو یہ بہت آسان کام ہے ہوگا کہ جب اور جہاں بھی ان کے خلاف زنا کی شکایت درج کروائی جائے تو وہ اپنے زبانی اقرار کو قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے نکاح کی شرط

کے نہ پائے جانے کے باوجود اپنی ڈھال اور تحفظ کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ قانون سازی میں زیادہ ضروری یہ تھا کہ یہاں لفظ Validly یعنی جائز کو حذف کرنے کے بجائے اس کے علاوہ دیگر اقدامات عمل میں لائے جاتے۔ کیونکہ دیہی علاقوں میں شادیاں اگرچہ کبھی کبھار رجسٹرڈ نہیں کرائی جاتی ہیں لیکن والدین کی رضامندی اور گواہوں اور علاقہ کے معززین کی موجودگی میں ہی عمل میں لائی جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ ضروری تھا کہ قانون میں یہ قرار دیا جاتا کہ اگر نکاح کی رجسٹریشن نہیں کرائی گئی تو معززینِ علاقہ اور والدین وغیرہ سے تصدیق کے بعد اس امر کا فیصلہ کیا جاتا کہ نکاح واقعی ہوا تھا یا نہیں۔ لیکن اب اس قانون کے ذریعے موجودہ صورتحال میں بااثر افراد کے لئے زنا کو زبانی طور پر نکاح قرار دینے کے بعد بدکاری کے دروازے چوپٹ کھول دیئے گئے ہیں۔ اس طرح اسلام میں جو باطل Void یا Voidable نکاح کا تصور تھا اس کے خلاف یہ قانون بنا کر اسلام کے بنائے گئے عزت وعصمت کے محافظ ایک خاندانی نظام پر کاری ضرب لگائی گئی ہے۔

---

1 فتاویٰ ہندیہ، جلد اول بیان المحرمات
2 Al baqarah 2:235
3 Ahzāb 33:49
4 Abū Bakar Ibn-e-Masūd Al-Kāsānī, Badāi‘ al-Ṣanāi‘(Labnan: Dār al-‘ilmiyah), 2: 269.
5 Al-Fatawa al-Hindiyh,(Labnan: Dār al-fikr),1:526.
6 Al baqarah 2:228
7 Al Talaq 65:4
8 Al Talaq 65:1
9 الناشر دار الکتب العلمیہ، بیروت,سنن النسائی:3: 399 حدیث نمبر 5743
10 Wahba-al-Zuhailī, Al-Fiqih al-Islāmī wa Adillatuhu, (Syria: Dār al-Fiker) 9: 590.
11 Al Baqarah 2:234
12 Wahba-al-Zuhailī, Al-Fiqih al-Islāmī wa Adillatuhu, (Syria: Dār al-Fiker) 9: 594.
13 Al Baqarah 2:235
14 (شرح صحیح بخاری از عثیمین: ج5، ص86، مکتبۃ الطبری، القاہرہ۔1429ھ)
15 (تفہیم البخاری، ج8، ص393-394، جدہ پرنٹرز، لاہور، بار اول)
16 Wahba-al-Zuhailī, Al-Fiqih al-Islāmī wa Adillatuhu, (Syria: Dār al-Fiker) 9: 613.
17 Al Talaq 65:1
18 (احکام القرآن، ج3ص454)
19 (احکام القرآن، ج3، ص454، سہیل اکیڈمی، لاہور)